سوال

ابوداود وغیرہ کی روایت کردہ درج ذیل حدیث کی صحت کیسی ہے : " اچھی خصلتوں اور اوصاف حمیدہ کے مالک افراد کی غلطیوں سے تجاوز کیا کرو " کیونکہ میں نے پڑھا ہے کہ بعض لوگ اس میں شک کرتے ہیں کہ یہ قرآن کریم کی ان آیات کے مخالف ہے جو عدل وانصاف اور مساوات کا درس دیتی ہیں ؟

جواب

الحمد للہ

یہ حدیث امام احمد، ابوداود، اور نسائی اور بیھقی وغیرہ نے عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

" اچھی خصلتوں اور اوصاف حمیدہ کے مالک افراد کی غلطیوں سے تجاوز کرو، لیکن حدود میں نہیں "

اس حدیث کے کئی ایک طرق ہیں جو کلام سے خالی نہیں، لیکن سب طریق مل کر یہ حدیث حسن درجہ تک پہنچتی ہے

اور حدیث کا معنی یہ ہے کہ :

اچھی ہیت اور خصلت کے مالک شخص سے اگر کوئی غلطی ہو جائے تو اس سے تجاوز کیا جائے، جب تک وہ حدود اللہ میں شامل نہ ہو، اور حکمران تک پہنچ جائے تو اس پر اس کا قائم اور جاری کرنا واجب ہے

اور " اچھی خصلت اور اوصاف حمیدہ کے مالک " سے مراد عام لوگوں میں سے اہل مروءت اور اوصاف حمیدہ کے مالک افراد ہیں جن کی اطاعت دائمی ہے، اور ان کا عدل مشہور ہو، لیکن بعض اوقات ان کا قدم پھسل جائے اور ان سے غلطی کا ارتکاب ہو جائے اور گناہ کر بیٹھیں

ابن قیم رحمہ اللہ نے یہ معنی رد کرتے ہوئے کچھ اس طرح کہا ہے :

" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل تقوی اور اطاعت گزار اور عباد کرنے والے افراد کو اوصاف حمیدہ اور اچھی خصلت کے الفاظ سے تعبیر نہیں کیا، اور نہ ہی متقین اور مطیع افراد کی تعبیر میں اللہ تعالی اور اس کے رسول کی کلام میں یہ عبارت ہے، اور ظاہر یہی ہے کہ اس سے مراد لوگوں کے مابین حسب وجاہ اور شرف رکھنے والے افراد ہیں، کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی نے انہیں باقی لوگوں پر ایک قسم کی تکریم وافضلیت کے ساتھ مخصوص کیا ہے، تو ان میں سے جو شخص خیر وبھلائی کے ساتھ مشہور ومعروف ہو حتی کہ اس قدم پھسل جائے، اور شیطان اسے گمراہ کر دے تو ہم اسے سزا دینے میں جلدی نہیں کرینگے، بلکہ اس کی غلطی سے درگزر کیا جائیگا، جب تکہ وہ غلطی اللہ تعالی کی حدود میں شامل نہ ہوتی ہو، اور اگر حدود میں سے ہو تو پھر معاف نہیں ہوگی، کیونکہ حسب وشرف والے انسان پر بھی اس حد کا نفاذ اسی طرح متعین ہے جس طرح ایک کم تر درجہ کے شخص پر متعین ہے

کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

" تم سے پہلے لوگ صرف اس وجہ سے ہلاک کر دیے گئے کہ جب ان میں سے کوئی حسب وشرف والا شخص چوری کرلیتا تو وہ اسے چھوڑ دیتے، اور جب کوئی کمزور اور کم تر چوری کرلیتا تو اس پر حد نافذ کردیتے، اور اللہ کی قسم اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹی فاطمہ (رضی اللہ تعالی عنہا) بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ کاٹ دیتا "

متفق علیہ

اس شریعت مطہرہ کے کامل ہونے کے اوصاف و محاسن میں سے یہ بھی ایک وصف ہے، اوراس کی سیاست کی یہ بھی ایک نشانی ہے، اور بندوں کے معاش اور معاد کی مصلحت میں اس شریعت کا انتظام ہے" انتہی کلامہ

جو کچھ بیان ہوا ہے اس سے اس حدیث کا معنی متعین ہوجاتا ہے کہ یہ حدیث اسلامی عدل وانصاف اور مساوات کے مخالف نہیں، بلکہ اس میں تو یہ بیان ہوا ہے کہ اگر کسی ایسی شخص سے کوئی غلطی ہوجائے جس کی عادت غلطی کرنا نہیں، اور نہ ہی وہ غلطی اللہ تعالی کی حدود میں سے کوئی حد ہو، اوراس پر تعزیر نہ لگانے میں کوئی خرابی اور فساد نہ پیدا ہو تو اس غلطی سے تجاوز کیا جائے

واللہ اعلم.